تفسیر و تعبیر

درسِ قرآن

عزیز زبیدی
نیا کمرہ، شالیمار ٹاؤن لاہور ۹

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ ؕ اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الۡاَبۡتَرُ ؕ

(اے اللہ کے رسول) ہم نے آپ کو کوثر دی تو (اس کے شکریے میں) نماز پڑھیے اور قربانی دیجئے! یقیناً آپ کا دشمن نامراد رہے گا۔

کوثر: بہتات، سب کچھ، بہت کچھ اور پھر اتنا کہ گھر بھر گیا۔ یعنی دنیا میں قرآن و حدیث، آخرت میں حوض کوثر، گویا کہ حوض کوثر، اقامتِ قرآن کا قدرتی نتیجہ ہے۔ اس جہاں میں اس سے خیر و برکت کی اتنی کثرت ہو کہ اس کے بعد تمنا اور حسرتوں کی پیاس باقی نہ رہے۔ جب قیامت، قیامت ڈھا رہی ہوگی اس وقت حوضِ کوثر کے ایک جرعہ اور گھونٹ سے ساری تلخیاں کافور ہو جائینگی پھر سکون اور طمانیت کی ایسی بہار آفریں فضا برپا ہو جائے گی کہ اب اس کے لیے قیامت کے بھونچال ماں کی لوری محسوس ہونے لگیں گے امام بیضاوی کے نزدیک الکوثر عام ہے علم و آگہی عمل اور کردار کی متاع اور دونوں کی سرفرازی اور بے عدو حساب الخیر المفرط الکثیر من العلم والعمل وشرف الدارین (بیضاوی)

اپنے پاس سب کچھ ہے: مسلمان کچھ عرصہ سے اس طرح احساسِ کمتری میں مبتلا پائے جاتے ہیں کہ ان کو یوں محسوس ہونے لگا ہے۔ کہ کمال اور جمال کے سارے خواب غیروں کی نذر ہیں۔ ہم تو بس تاجینے کی طرح جی رہے ہیں۔ پاس تہذیب نہ تمدن آئین نہ قانون علم نہ صنعت، کمال نہ جمال غرض شاید ہماری گود خیر و خوبی کے نظامہائے زیست کے ہر شائبہ سے خالی ہے گھر بھی، جیب و دامن بھی، تصور بھی حوصلے اور عزم بھی۔ اس لیے ایڑیاں اٹھا اٹھا کر کبھی امریکہ کی طرف دیکھتے ہیں، کبھی برطانیہ اور جاپان کی جانب، کبھی روس کو ٹکٹکی باندھے دیکھے جا رہے ہیں کبھی چین کو کبھی فقہ جعفریہ کو کبھی فقہ حنفیہ کو قرآن مجید نے کہا کہ،

ہوش کرو، تمہارے پاس سب کچھ ہے بہت کچھ ہے، تمہارا گھر بھرا ہوا ہے تمہارے وہم و گمان سے بھی فزوں تر ہے تیری حسین دنیا اور مبارک کائنات صرف توجہ اور تلاش کی ضرورت ہے

جب یہ پیمانے پورے کر لو گے تو تمہیں اپنی تنگئ داماں کی شکایت محسوس ہونے لگے گی یہاں تہذیب اور تمدن کی وہ اعلیٰ قدریں ہیں کہ ؎ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

آئین اور دستور اتنے نرالے ہیں کہ غیر مسلم بھی انگشت بدنداں رہ گئے۔ علم و صنعت میں اتنی کامل کہ خود آپ نے اقوام مغرب کو اس بحر بے کنار میں شناوری کا درس دیا۔ حرب و ضرب کے ایسے نرالے انداز بتائے کہ غیروں نے آپ کے خوان یغما سے مدتوں خوشہ چینی کی۔ اخلاق اور حکمت کے وہ آداب سکھلائے کہ ترقی یافتہ قومیں ابھی تک اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچیں۔ یہاں سبھی کچھ ہے اسامنہ طہارت، شرافت، انسانیت، اخلاق کا بلند معیار بھی ہے۔ لیکن غیروں میں اور بہت کچھ ہوگا۔ لیکن وہاں طہارت کی تلاش بالکل لاحاصل مشغلہ ہے۔ سب سے بڑا خسران یہ ہے کہ انکے یہاں سب کچھ ہے مگر خدا نہیں ہے۔ اگر ہے بھی تو اس کی حیثیت ثانوی رہ گئی ہے۔ لیکن بندۂ مومن کے لیے سب سے پہلے خدا ہے اور جو کچھ ہے اس کی مرضی کے تابع ہے۔ جس منزل اور پستی کی دلدل میں اب مسلم دھنس کر رہ گیا ہے۔ اس کا ذمہ دار اسلام نہیں ہے۔ اسلام کے نام لیوا نادان دوست ہیں۔ جنہوں نے شاہراہ زندگی کی محنت نہیں کی۔ بیٹھ کر کھایا۔ کما کر نہ کھایا۔ حالانکہ قرآن مجید نے انفس و آفاق میں غور و تدبر کا درس دے کر اس کے سامنے ترقی اور استحکام کی مشعلیں روشن کیں۔ اگر آنکھیں موند کر کوئی پڑا ہے تو قرآن کیا کرے؟

فَصَلِّ :- جب زندگی کی راہیں کشادہ ہو جاتی ہیں، عیش فراواں کے دروازے چوپٹ کھل جاتے ہیں بخت و تخت جاگ اٹھتے ہیں۔ تو اس وقت خدا یاد رہے؟ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ فرمایا کہ عنایاتِ الٰہیہ کی یہ بہتات اسی تعلق اور اعتماد علی اللہ کا نتیجہ ہیں۔ اگر خدا کی اس عطاء کو پا کر اس کو خدا فراموشی کا ذریعہ بنایا تو پھر یہی کہا جائے گا کہ تیری قسمت!

وَانْحَرْ :- اور قربانی دیجیے! اگر خدا نے یہ کرم فرمائی کی ہے کہ "خیر و برکت" (کوثر) سے تیری جھولی بھر دی ہے تو آپ بھی اسے صرف نفس و طاغوت کی بھینٹ نہ چڑھاتے پھریئے۔ ایثار سے کام لیجیے۔ ابن آدم کی فلاح و بہبود (اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اسے کام میں لائیے! جان بھی اور مال بھی، آرزوئیں بھی اور دل کی ساری حسرتیں بھی۔

عرب میں ہر اونٹ گرانمایہ متاع ہے جیسے یہاں گاڑیاں یا جہاز، فرمایا: ! ان عزیز ترین متاع کو بھی اس کے نام پر لٹا دیجیے! اور اپنی عزیز ترین دولت اونٹ کے گلے پر بھی چھری پھیر ڈالیے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں رفع الیدین کیا کیجیے! کیونکہ اس سے یہ تلمیح نکلتی ہے کہ اللہ سب سے بلند اور برتر ذات ہے، قابل ترک ہے۔ باقی جو کچھ ہے۔ اس کو ان کی رضا کے لیے

قربان کیا جاسکتا ہے۔

الابتر۔ بے اولاد کو ابتر کہتے ہیں کہ اس کے سلسلے کا رشتہ کٹ گیا اب اس کا نام رہے گا نہ کام چونکہ حضور کا بیٹا زندہ نہ رہا اس لیے آپ کو ابتر کہا۔ علماء لکھتے ہیں مشرکین نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسل منقطع ہو گئی اور کوئی نام لیوا نہیں رہا کہ ان کے دین کو سنبھالے مطلب یہ تھا کہ اسلام کا چرچا چند روزہ ہے پھر یہ سب بکھیڑے پاک ہو جائیں گے۔ حضرت کو یہ الفاظ بہت گراں گزرے تب تسلی کے لیے یہ سورت نازل ہوئی (ع)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم غلط سمجھے ہو، ابتر اصل میں تم ہو۔ کہ جن کے پورے مشن کو خلقِ خدا ترک کر دے گی۔ اور پھر اس کا کوئی نام تک نہیں لے گا۔ اگر کہیں زبان پر نام آ بھی گیا تو "رحمۃ اللہ علیہ" کے بجائے لعنۃ اللہ علیہ کی بھرمار ہوگی۔

توالد اور تناسل کا سلسلہ محض بقائے نسل کے لیے قائم ہے۔ ورنہ یہ وجہ شرف نہیں ہے اصل شرف "مقصدیت اور اسکی نوعیت پر مبنی ہے اگر وہ عظیم ہے اور زندگی اس کی آئینہ دار ہے تو، توالد اور تناسل میں انقطاع کے باوجود، وہ انسان ایسے شرف و مزیت سے ہمکنار ہو جاتا ہے کہ نسلی سیکڑوں انقطاع کے باوجود، اس کا نام نہیں مٹ سکے گا۔ اور اس کی زندگی کے نقوش مطالعہ کی میز کی زینت بنے رہیں گے۔ اور تا قیامت ان کے مبارک نقوش کی روشن مشعلوں سے لوگ اپنی منزل کا سراغ پاتے رہیں گے۔

آج دنیا گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ انکشاف کس طرح حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا اور "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" کی صدا کتنی بلندی سے چار سو سنائی دے رہی ہے (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

اگر ملت اسلامیہ اسی "کوثر" کو اپنے احساس کے نہاں خانوں میں جگہ دے کر اس کو سمیٹنے کے درپے رہے تو آج وہ بھی اسی مقام رفیع پر فائز ہو سکتی ہے۔ جو "کوثر" کے تحفہ کو قبول کرنے والوں کو حاصل ہو سکتا ہے۔ خدا کے اس انعام کے بعد بندۂ مومن کو احساس کمتری میں قطعاً مبتلا نہیں رہنا چاہیے۔ کیونکہ جس کے پاس خیر و برکت کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر بہہ رہے ہوں اسے مایوس ہونے کی کیا ضرورت ہے اپنے گھر کی متاع گرانمایہ کو چھوڑ کر غیروں کی متاع کاسد کی طرف للچائی ہوئی نگاہ سے دیکھتے رہنا بے خبری اور بے غیرتی کی انتہا ہے۔

ہاں بعض پہلو جن کا تعلق نظم و انصرام یا تجربات سے ہے ان کے سلسلے میں دوسری اقوام کے تجربات سے استفادہ کرنے کی گنجائش ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ہر اچھی بات

باقی صفحہ ۴۶